سپریم کورٹ رپوٹس۔[2003]۔ایس ۔یو ۔پی ۔پی۔3۔ایس۔سی۔آر

کرشنا موہن کول @نانی چرن کول اور دیگر
بنام
پریٹما میٹی اور دیگران

9 ستمبر 2003

[ڈوریسوامی راجواور اریجیت پاسیات، جسٹسز]

مجموعہ ضابطہ دیوانی، 1908:

دفعہ 100 - دوسری اپیل - ایک رجسٹرڈ بندوبست کے دستاویز کی بنیاد پر جائیداد کے قبضے کا دعوی کرنے والے اپیل کنندگان، جو ذہنی اور جسمانی دعوی پر بوڑھے تھے اور فٹ حالت میں نہیں تھے - مدعا علیہان ٹرائل کورٹ کے سامنے استقرار اور مستقل حکم امتناعی امتناع کے لیے مقدمہ دائر کرتے ہیں جس میں اپیل کنندگان کی طرف سے ایگزیکٹو پر دھوکہ دہی اور ناجائز دباو ورسوخ کا الزام لگایا جاتا ہے - ٹرائل کورٹ نے مدعا علیہان کی طرف سے دستاویز کی صداقت ثابت کرنے میں ناکامی کے لیے مقدمہ خارج کر دیا - پہلی اپیلیٹ کورٹ ٹرائل کورٹ کے فیصلے کی تصدیق کرتی ہے - عدالت عالیہ نے ہم آہنگی کے نتائج کو الٹ دیا - اپیل پر، نچلی عدالتوں نے مدعا علیہان پر غلط دعوی پر ذمہ داری عائد کر دی۔ بندوبست کے دستاویز کی صداقت کو ثابت کرنے کے لیے - ایگزیکٹو کے ساتھ مخلصانہ تعلقات کی بنیاد پر اپیل گزاروں پر بارِ ثبوت - لہذا عدالت عالیہ کی مداخلت جائز ہے - ثبوت ایکٹ، 1872 - دفعہ 111۔

اپیل کنندہ - مدعا علیہان نے بندوبست کے ایک رجسٹرڈ دستاویز کی بنیاد پر مدعا علیہان - مدعیوں سے جائیداد متدعویہ پر قبضے کا دعوی کیا جس کا مقصد 11.7.1970 پر ایگزیکٹو کے ذریعہ انجام دیا گیا تھا۔ مدعا علیہان نے ٹرائل کورٹ کے سامنے حق استقرار اور مستقل حکم امتناعی امتناع کے لیے مقدمہ دائر کیا جس میں کہا گیا کہ پھانسی دینے والا 100 سال سے زائد عمر کا تھا؛ کہ پھانسی دینے والا مفلوج تھا اور دستاویز پر عمل درآمد کے وقت جسمانی اور

ذہنی دعوی پرفٹ حالت میں نہیں تھا؛ اور یہ کہ بائیں انگوٹھے کے نشان کو ثابت کرنے کے لیے کوئی گواہ موجود نہیں تھا جس کے بارے میں کہا گیا ہو کہ اسے بندوبست کے دستاویز پر عمل درآمد دینے والے نے لگایا تھا۔ٹرائل کورٹ نے دعوی خارج کر دیا کیونکہ مدعا علیہان بندوبست دستاویز کی صداقت ثابت کرنے میں ناکام رہے۔پہلی اپیلٹ عدالت نے ٹرائل کورٹ کے فیصلے کی تصدیق کی اور فیصلہ دیا کہ مدعا علیہان نے پھانسی دینے والے کی عمر ثابت نہیں کی۔عدالت عالیہ نے جواب دہندگان کی دوسری اپیل کو یہ کہتے ہوئے منظور کر لیا کہ بندوبست کے دستاویز کی صداقت کو ثابت کرنے کی ذمہ داری اپیل گزاروں پر ہے اور بندوبست کا دستاویز کالعدم اور غلط ہے۔

اس عدالت میں اپیل میں، اپیل گزاروں نے دعوی کیا کہ عدالت عالیہ، دفعہ 100 سی پی سی کے تحت اپیل میں، نچلی عدالتوں کے ذریعے درج کردہ مشترکہ نتائج میں مداخلت نہیں کر سکتی؛ اور یہ کہ عمل درآمد کے وقت عمل درآمد دینے والا جسمانی اور ذہنی حالت میں تھا۔

اپیل مسترد کرتے ہوئے عدالت نے۔

منعقد: .1 دفعہ 100 سی پی سی کے تحت دائرہ اختیار کا استعمال کرتے ہوئے حقائق کے بیک وقت نتائج کے ساتھ عدالت عالیہ کی مداخلت کی گنجائش بہت محدود ہے۔لیکن جہاں ٹرائل کورٹ اور/ یا پہلی اپیلٹ کورٹ نے قانون کے سوال کی تعریف کرنے میں خود کو غلط سمت دی اور بندوبست کے دستاویز کی صداقت کو ثابت کرنے کی ذمہ داری غلط فریق پر ڈال دی، تب قانون کا ایک ٹھوس سوال مرتب کرنے کے بعد دفعہ 100 سی پی سی کے تحت مداخلت کی گنجائش موجود ہے۔[501-H، 502-A، B]

یدارا اوداجیا شراونی (مردہ) قانونی نمائندوں بنام نانی لال ہرک چند شاہ (مردہ) اور دیگران [2002] 6 ایس سی سی 404 اور نیلی کانتن اور دیگران بنام ملیکا بیگم، [2002] 2 ایس سی سی 440، پر انحصار کیا۔

چندر بھان بنام پما بائی اور دیگر [2002] 9 ایس سی سی 565 اور سخیاری پرواتراو کراملے اور دیگر بنام بھیما شنکر پرواتراو کراملے، [2002] 9 ایس سی سی 608، ممتاز۔

2۔پہلی اپیلٹ عدالت نے متعلقہ مواد کو مکمل طور پر نظر انداز کر دیا اور ایک مکمل طور پر غلط نتیجہ ریکارڈ کیا کہ

پھانسی دینے والے کی عمر کے حوالے سے کوئی مواد موجود نہیں تھا جب کہ زیر بحث دستاویز میں ہی عمر کی نشاندہی کی گئی تھی۔ نیچے کی عدالتوں نے جواب دہندگان پر عمل درآمد کو ثابت کرنے کی ذمہ داری غلط طریقے سے رکھی ہے۔ جواب دہندگان کی طرف سے دستاویز کی صداقت کو چیلنج کیا گیا تھا۔ بندوبست کے دستاویز کی صداقت کو ثابت کرنے کی ذمہ داری اپیل گزاروں پر تھی۔[502-ای-جی]

3۔ جب کسی مقدمے میں کسی فریق کی طرف سے دھوکہ دہی، غلط بیانی یا ناجائز دباو ورسوخ کا الزام لگایا جاتا ہے، تو اس دعوی کی دھوکہ دہی، ناجائز دباو؟ ورسوخ یا غلط بیانی کو ثابت کرنے کا بوجھ فریق پر ہوتا ہے۔ لیکن جب کوئی شخص دوسرے کے ساتھ مخلصانہ تعلقات میں ہوتا ہے اور مؤخر الذکر فعال اعتماد کی پوزیشن میں ہوتا ہے، تو دھوکہ دہی، غلط بیانی یا ناجائز دباو ورسوخ کی عدم موجودگی کو ثابت کرنے کا بوجھ غالب پوزیشن میں موجود شخص یعنی اس فریق پر ہوتا ہے جو فعال اعتماد کی پوزیشن میں ہوتا ہے۔ اسے یہ ثابت کرنا ہوگا کہ لین دین میں منصفانہ کھیل تھا اور یہ کہ لین دین حقیقی اور حقیقی ہے۔ ایسی صورت میں لین دین کے نیک نیتی کو ثابت کرنے کا بوجھ غالب فریق پر ڈال دیا جاتا ہے۔ دوسرے کے ساتھ مخلصانہ تعلقات میں کھڑے ہونے والے شخص کا فرض ہے کہ وہ اپنی دیکھ بھال کے لیے دیے گئے مفادات کا تحفظ کرے اور عدالت ایسے افراد کے درمیان ہونے والے تمام لین دین کو جوش و خروش سے دیکھتی ہے تاکہ محافظ اپنے اثر ورسوخ یا اعتماد کو اپنے فائدے کے لیے استعمال نہ کرے۔ جب شکایت کرنے والا فریق اس طرح کا تعلق ظاہر کرتا ہے، تو قانون ہر چیز کو لین دین کے خلاف فرض کرتا ہے اور اعتماد یا اعتماد کے عہدے پر فائز شخص پر یہ ظاہر کرنے کی ذمہ داری عائد کی جاتی ہے کہ لین دین بالکل منصفانہ اور معقول ہے کہ اس کے عہدے سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا گیا ہے۔ یہ اصول انڈین ایویڈنس ایکٹ 1872 کی دفعہ 111 میں درج کیا گیا ہے۔[C-A-503،H،G-502]

4۔ ایک دوسرے کے ساتھ خفیہ تعلقات میں کھڑے افراد کے درمیان لین دین کی صداقت کا اندازہ لگانے میں، یہ دیکھنا بہت ضروری ہے کہ دوسرے کو فائدہ دینے والے شخص کے پاس قابل اور آزاد مشورہ تھا یا نہیں۔ ایسے معاملات میں فائدہ اور فائدہ کی نوعیت فراہم کرنے والے شخص کی عمر یا صلاحیت بہت اہمیت کی حامل ہے۔ کسی دستاویز کے تحت عطیہ دہندہ/مستفید کے لیے یہ ہمیشہ واجب ہے کہ وہ قانون کے مطابق دستاویز پر مناسب عمل درآمد کو ثابت کرے، یہاں تک کہ دستاویز کے تحت فائدے سے فائدہ اٹھانے یا حقوق کا دعوی کرنے کے لیے لین دین کی معقولیت یا بصورت دیگر اس حقیقت سے قطع نظر کہ آیا وہ فریق عدالت کے سامنے مدعا علیہ یا مدعی ہے۔ ایک بوڑھا، ناخواندہ، بیمار شخص دستاویز کی نوعیت یا اس کے مندرجات کو سمجھنے سے قاصر ہوتا ہے۔ یہ ثابت

کیا جانا چاہیے کہ اس میں ملوث عمل درآمد دینے والے کا محض جسمانی عمل نہیں تھا، بلکہ ذہنی عمل تھا۔[A-505،H،C-A-504]

ماسٹر فرید انیسا بنام منشی مختار احمد اور دیگراے آئی آر (1925) پی سی 204 اور ماسٹر کھر بولا کویر بنام جنگ بہادر رائے اور دیگران اے آئی آر (1963) ایس سی 1203 پر انحصار کیا۔

ایش برنر کے مساوات کے اصول، صفحہ 229 کا دوسرا ایڈیشن، اس پر انحصار کرتا ہے۔

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار :2003 کی دیوانی اپیل نمبر 7133۔

1999 کے ایس اے نمبر 133 میں کلکتہ عدالت عالیہ کے 29.1.2002 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل گزاروں کے لیے ایس سی گھوش اور ستیش وگ۔

جواب دہندہ کے لیے جی ایس چٹرجی اور تارا چندر شرما۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا۔

اریجیت پسیات، جے۔: اجازت دی گئی۔

متنازعہ فیصلے کے ذریعے، کلکتہ عدالت عالیہ کے فاضل واحد جج نے فیصلہ دیا کہ بندوبست کا دستاویز جس پر مبینہ طور پر داسو چرن کل (جسے اس کے بعد 'پھانسی دینے والا' کہا جاتا ہے) نے عمل درآمد کیا تھا، ایک کالعدم اور غلط دستاویز تھی۔ عمل درآمد دینے والے مراکز کے رشتہ داروں کے درمیان بندوبست کے ایک رجسٹرڈ دستاویز کے گرد لڑائی جو کہ عمل درآمد دینے والے کے ذریعہ 11.7.1970 پر عمل درآمد دی گئی تھی۔ دسارتھی کل کے بیٹے فنی چرن کل کی بیٹی پر تیما میتی نے حق استقرار اور مستقل حکم امتناعی امتناع کے لیے دعوی دائر کیا تھا۔ دعویٰ کی جائیداد متدعویہ اصل میں دسارتھی کل کی تھی جس کا انتقال سال 1972 میں ہوا۔ ان کے بیٹے فنی چرن کل کا 1979 میں انتقال

ہوا۔عرضی دعوی میں دلیل یہ تھی کہ بلاک لینڈ ریفارمز آفیسر کے دفتر سے یہ معلوم ہونے پر کہ مدعا علیہ نمبر 1 - کرشنا موہن کل (موجودہ اپیل میں اپیل کنندہ نمبر 1) نے تصفیے کا ایک رجسٹرڈ دستاویز درج کیا تھا جس کی تاریخ 11.7.1970 تھی، اس دستاویز کو کالعدم اور غلط بندوبست دینا ضروری تھا کیونکہ یہ ایک جعلی دستاویز تھی۔ مدعیوں کی جائیداد پر قبضہ کرنے کے لیے بنائے گئے مذکورہ دستاویز میں ان گواہوں کا کوئی وجود نہیں تھا جن کے نام سامنے آئے تھے۔اس پس منظر میں یہ الزام لگایا گیا تھا کہ بندوبست کا دستاویز کرشنا موہن کل (مدعا علیہ نمبر 1) نے مبہم مقصد سے بنایا تھا۔مقابلہ کرنے والے جواب دہندگان نے تحریری بیانات داخل کر کے موقف اختیار کیا کہ دستاویز بالکل ترتیب میں تھا اور اس میں کوئی غیر قانونی چیز منسلک نہیں تھی۔

ٹرائل کورٹ کے سامنے کئی گواہوں سے پوچھ گچھ کی گئی تا کہ یہ دعوی کیا جا سکے کہ زیر بحث دستاویز پر مبینہ عمل درآمد کے وقت عمل درآمد دینے والے کی عمر 100 سال سے زائد تھی۔ وہ مفلوج تھا اور اس کی ذہنی اور جسمانی حالت ٹھیک نہیں تھی۔ وہ عملی طور پر فالج کے ساتھ بستر پر پڑا ہوا تھا اور اگر چہ اس کے بائیں انگوٹھے کا نشان دستاویز پر لگایا گیا تھا، لیکن ایسا کوئی گواہ نہیں تھا جو اس بات کی تصدیق کر سکے کہ حقیقت میں اس نے اپنے انگوٹھے کا نشان لگایا تھا۔اس پوزیشن کے ہونے کی وجہ سے، اس دستاویز کو کالعدم اور غلط قرار دیا جانا تھا۔ مدمقابل مدعا علیہم نے موقف اختیار کیا کہ ایسا نہیں تھا کہ عمل درآمد کے وقت عمل درآمد دینے والا جسمانی یا ذہنی طور پر فٹ حالت میں نہیں تھا۔ ٹرائل کورٹ نے مدعیوں کی درخواست پر یقین نہیں کیا اور دعوی خارج کر دیا۔

پہلی اپیلٹ عدالت کے سامنے بھی ایسا ہی ہوا۔ ٹھیکیداروں کی طرف سے رابطہ کیے جانے پر عدالت عالیہ نے دوسری اپیل میں درج ذیل سوالات تیار کیے تھے:

" آیا فریقین کے مفاد میں پیشرو کے ذریعہ انجام دیا گیا بندوبست کا دستاویز قانون میں درست ہے۔
" درحقیقت، قانون کے اس طرح کے ٹھوس سوال میں یہ سوال بھی شامل ہونا چاہیے کہ آیا درج ذیل عدالتوں کے فیصلے بندوبست کے مذکورہ دستاویز کی تعریف کرنے میں متضاد ہیں۔"

عدالت عالیہ نے یہ نظریہ اختیار کیا کہ ٹرائل کورٹ اور فرسٹ اپیلیٹ کورٹ دونوں کا نقطہ نظر غلط تھا۔ مندرجہ ذیل حقیقت پسندانہ پہلوؤں کو متعلقہ سمجھا گیا۔ مدعیوں نے دستاویز کی مصدقہ نقل پیش کی، جبکہ جواب دہندگان نے اصل کاپی پیش کی۔ یہ بندوبست کا ایک دستاویز تھا جہاں داسو چرن کل کو واہب کے طور پر بیان کیا گیا

تھا، اور حیرت انگیز طور پر واہب اور دو دیگران یعنی نانی چرن کل اور اس کا نابالغ بیٹا جگدیش کل۔ ایل ٹی آئی کی شناخت ہردے کرشنا داس نامی شخص نے کی تھی۔ یہ دستاویز ایک این آر دتہ نے ٹائپ کیا تھا اور گواہوں کے ناموں کے لیے بنائے گئے کالم میں لکھاری ہردے کرشنا داس کے ساتھ دو دیگران نام نتو بہاری رے اور پی کے میتی کے نام بھی سامنے آئے تھے۔ بندوبست کے دستاویز میں واہب نے اپنی عمر 106 سال بتائی۔ یہ بھی اشارہ کیا گیا تھا کہ وہ بڑھاپے اور مختلف بیماریوں اور دیگر ذہنی جھٹکوں کی وجہ سے کمزور پڑ رہا تھا۔ عدالت عالیہ کے مطابق، نیچے کی عدالتوں نے بندوبست کے دستاویز کی صداقت کو ثابت کرنے کی ذمہ داری مدعیوں پر غلط طور پر ڈال دی۔ یہ مشاہدہ کیا گیا کہ پہلی اپیلٹ عدالت نے اس معاملے کو بہت سست روی سے نمٹا یہاں تک کہ اس نتیجے پر پہنچ گئی کہ پھانسی دینے والے کی عمر ثابت نہیں ہوئی تھی۔ اس بات کی نشاندہی کی گئی کہ زیر بحث دستاویز سے پتہ چلتا ہے کہ پھانسی کے وقت عمل درآمد دینے والے کی عمر 106 سال تھی۔ زیر بحث دستاویز کے گواہوں میں سے کسی سے بھی بندوبست کے دستاویز کو ثابت کرنے کے لیے جانچ نہیں کی گئی اور نہ ہی اس شخص سے جس نے پھانسی دینے والوں کے ایل ٹی آئی کی شناخت کی تھی۔ عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا کہ پھانسی دینے والا ایک ناخواندہ شخص تھا، مناسب جسمانی اور ذہنی حالت میں نہیں تھا اور اس لیے بندوبست اور اعتماد کا معاہدہ جس کی تاریخ 11.7.1970 تھی کالعدم اور غلط تھا۔ مدعا علیہان کو مقدمے کی جائیداد متدعویہ میں مدعیوں کے قبضے میں خلل ڈالنے سے مستقل طور پر حکم دیا گیا تھا۔

اپیل گزاروں کے فاضل وکیل نے پیش کیا کہ عدالت عالیہ کو مجموعہ ضابطہ دیوانی، 1908 (مختصر طور پر 'سی پی سی') کی دفعہ 100 کے تحت اپیل پر غور کرتے ہوئے ٹرائل کورٹ اور پہلی اپیلٹ کورٹ کے ذریعے ریکارڈ کیے گئے مشترکہ نتائج میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے تھی۔ یہ پیش کیا گیا کہ اس نتیجے پر پہنچنے کے لیے کوئی مواد موجود نہیں ہے کہ عمل درآمد کے وقت عمل درآمد دینے والا جسمانی اور ذہنی حالت میں نہیں تھا۔ اس طرح، عدالت عالیہ کو ٹرائل کورٹ اور پہلی اپیلٹ کورٹ کے ذریعے اخذ کردہ نتائج میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے تھی۔

جواب میں، جواب دہندگان کے وکیل (مدعی 1، 2 اور 3) نے پیش کیا کہ عدالت عالیہ نے نچلی عدالت کے احکامات میں صحیح طور پر مداخلت کی ہے کیونکہ نتائج مکمل طور پر قانون شقیں کو غلط طریقے سے پڑھنے پر تھے۔ عدالت عالیہ نے صحیح طور پر محسوس کیا کہ بندوبست کے دستاویز کی صداقت یا بصورت دیگر ثابت کرنے کی ذمہ داری مدعیوں پر غلط طریقے سے رکھی گئی تھی۔

ہم سب سے پہلے عدالت عالیہ کے دائرہ اختیار سے متعلق سوال سے نمٹیں گے تاکہ حقائق کے ہم آہنگی کے

نتائج میں مداخلت کی جا سکے۔اپیل گزاروں کے معروف وکیل نے چندر بھان بنام پما بائی اور دیگر [2002] 9 ایس سی سی 565 ،سخیاری پروتراؤ کرہلے اور دیگر بنام بھیما شنکر پروتراؤ کرہلے، [2002] 9 ایس سی سی 608 کا حوالہ دیا۔ جہاں تک پہلے فیصلے کا تعلق ہے، نچلی عدالت اور پہلی اپیلٹ عدالت کی طرف سے درج کردہ حقائق کے نتائج کے پیش نظر یہ فیصلہ دیا گیا کہ حقائق کے ہم آہنگی کے نتائج میں مداخلت جائز نہیں ہے۔قبضہ سے متعلق سوال اور بنیادی طور پر حقائق پر غور کرنے والی دو عدالتوں نے قبضہ کے سوال کا فیصلہ کیا تھا۔اس پس منظر میں،اس عدالت نے مشاہدہ کیا کہ دفعہ 100 سی پی سی کے تحت دائرہ اختیار کا استعمال نہیں کیا جانا چاہیے تھا۔ جہاں تک دوسرے فیصلے کا تعلق ہے، پوزیشن تقریبا ایک جیسی تھی اور یہ قرار دیا گیا تھا کہ نچلی عدالتوں کے ہم آہنگی کے نتائج کے برعکس اور استدعاوں، تیار کردہ مسائل یا نچلی عدالتوں میں سے کسی کے ذریعے حقیقت میں فیصلہ سنائے گئے سوالات میں کوئی بنیاد نہیں رکھنے والے نتائج کو برقرار نہیں رکھا جا سکتا۔اس فیصلے سے بھی اپیل گزاروں کو کسی بھی طرح سے مدد نہیں ملتی ہے کیونکہ موجودہ معاملے میں حقیقت پسندانہ منظر نامہ بالکل مختلف ہے۔

اگرچہ جیسا کہ اپیل گزاروں کے ماہر وکیل نے صحیح طور پر دعوی کیا ہے کہ دفعہ 100 سی پی سی کے تحت دائرہ اختیار کا استعمال کرتے ہوئے حقائق کے بیک وقت نتائج میں مداخلت کی گنجائش بہت محدود ہے، جہاں ٹرائل کورٹ اور/ یا پہلی اپیلٹ کورٹ نے قانون کے سوال کی تعریف کرنے میں خود کو غلط سمت دی اور غلط فریق پر ذمہ داری عائد کی تو یقیناً پر قانون کا کافی سوال مرتب کرنے کے بعد دفعہ 100 سی پی سی کے تحت مداخلت کی گنجائش ہے۔

جیسا کہ یداراؤ دجیبہ شراونے (مردہ) میں قانونی نمائندوں بنام نانی لال ہرک چند شاہ (مردہ) اور دیگران [2002] 6 ایس سی سی 404 میں نوٹ کیا گیا تھا کہ اگر ٹرائل کورٹ اور پہلی اپیلٹ کورٹ کے فیصلے دستاویزی شہادت کی غلط تشریح یا نا قابل قبول شواہد پر غور کرنے یا مادی شواہد کو نظر انداز کرنے پر مبنی ہیں یا حقیقت کے نتیجے پر گواہوں یا فریقین کے ذریعے کیے گئے اعترافات یا مراعات کو نظر انداز کیا گیا ہے، تو عدالت عالیہ اپیل میں مداخلت کر سکتی ہے۔

نیلکنٹن اور دیگران بنام ملیکا بیگم، [2002] 2 ایس سی سی 440 میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ درج کردہ حقائق کے نتائج کو ایک طرف رکھ دیا جانا چاہیے جہاں اس نتیجے کی ریکارڈ پر موجود کسی بھی قانونی ثبوت میں کوئی بنیاد نہیں ہے یا ثبوت کی غلط تشریح پر مبنی ہے یا کسی ایسی قانونی کمزوری کا شکار ہے جو کسی فریق کے معاملے کو مادی طور پر

تعصب کا شکار کرتی ہے۔

جیسا کہ عدالت عالیہ نے نشاندہی کی ہے، پہلی اپیلیٹ عدالت نے متعلقہ مواد کو مکمل طور پر نظر انداز کر دیا اور ایک مکمل طور پر غلط نتیجہ ریکارڈ کیا کہ عمل درآمد دینے والے کی عمر کے حوالے سے کوئی مواد موجود نہیں تھا جب کہ زیر بحث دستاویز میں ہی عمر کی نشاندہی کی گئی تھی۔ عدالت ایک ایسے مقدمے سے نمٹ رہی تھی جس میں ایک بوڑھے، بیمار ناخواندہ شخص کو عمل درآمد دینے والا کہا گیا تھا اور دستاویز پر عمل درآمد یا انگوٹھے کا نشان لگانے کو ثابت کرنے کے لیے کسی گواہ سے پوچھ گچھ نہیں کی گئی تھی۔ عدالت عالیہ نے صحیح طور پر محسوس کیا ہے کہ نیچے کی عدالتوں نے مدعیوں پر داسوچرن کل کے دستاویز پر عمل درآمد کو ثابت کرنے کی ذمہ داری غلط طریقے سے رکھی ہے۔ مدعیوں کی طرف سے دستاویز کی صداقت کو چیلنج کیا گیا تھا۔ بندوبست کے دستاویز کی صداقت کو ثابت کرنے کی ذمہ داری مدعا علیہ نمبر 1 پر تھی۔ جب کسی مقدمے میں کسی فریق کی طرف سے دھوکہ دہی، غلط نمائندگی یا ناجائز دباو ورسوخ کا الزام لگایا جاتا ہے، تو عام دعوی پر اس طرح کی دھوکہ دہی، ناجائز دباو ورسوخ یا غلط بیانی کو ثابت کرنے کا بوجھ اس پر ہوتا ہے۔لیکن، جب کوئی شخص دوسرے کے ساتھ مخلصانہ تعلقات میں ہوتا ہے اور مؤخر الذکر فعال اعتماد کی پوزیشن میں ہوتا ہے تو دھوکہ دہی، غلط بیانی یا ناجائز دباو ورسوخ کی عدم موجودگی کو ثابت کرنے کا بوجھ غالب پوزیشن میں موجود شخص پر ہوتا ہے، اسے یہ ثابت کرنا ہوتا ہے کہ لین دین میں منصفانہ کھیل تھا اور یہ کہ ظاہر حقیقی ہے، دوسرے الفاظ میں، کہ لین دین حقیقی اور مخلص ہے۔ایسی صورت میں لین دین کے نیک نیتی کو ثابت کرنے کا بوجھ غالب فریق یعنی فعال اعتماد کی پوزیشن میں موجود فریق پر ڈالا جاتا ہے۔کسی دوسرے کے ساتھ مخلصانہ رشتے میں کھڑے ہونے والے شخص کا فرض ہے کہ وہ اپنی دیکھ بھال کے لیے دیے گئے سود کی حفاظت کرے اور عدالت ایسے افراد کے درمیان ہونے والے تمام لین دین کو جوش وخروش سے دیکھتی ہے تاکہ محافظ اپنے اثر ورسوخ یا اعتماد کو اپنے فائدے کے لیے استعمال نہ کرے۔ جب شکایت کرنے والا فریق اس طرح کا تعلق ظاہر کرتا ہے، تو قانون ہر چیز کو لین دین کے خلاف فرض کرتا ہے اور اعتماد یا اعتماد کے عہدے پر فائز شخص پر یہ ظاہر کرنے کی ذمہ داری عائد کی جاتی ہے کہ لین دین بالکل منصفانہ اور معقول ہے، کہ اس کے عہدے سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا گیا ہے۔ یہ اصول بھارتیہ ایویڈنس ایکٹ 1872 (مختصر طور پر 'ایویڈنس ایکٹ') کی دفعہ 111 میں درج کیا گیا ہے۔ یہاں مقرر کردہ قاعدہ انگلینڈ اور امریکہ میں عدالتوں میں طویل عرصے سے تسلیم شدہ اور زیر انتظام اصول کے مطابق ہے۔ یہ اصول یہ ہے کہ جو شخص کسی ایسے شخص کے ساتھ فائدہ کے معاملے میں سودے بازی کرتا ہے جو اس پر اعتماد رکھتا ہے وہ یہ ظاہر کرنے کا پابند ہے کہ اس اعتماد کا مناسب اور معقول استعمال کیا گیا ہے۔منتقلی لازمی طور پر آئی پی ایس او فیکٹو کالعدم نہیں ہے، اور نہ ہی ان لوگوں کے لیے جو اس کی خلاف ورزی کرتے ہیں یہ ثابت کرنا ضروری ہے کہ دھوکہ دہی یا مسلط کیا گیا

ہے، لیکن اس کی مکمل انصاف پسندی، استطاعت اور مساوات کو قائم کرنے کا بوجھ اس شخص پر ڈالا جاتا ہے جس پر اعتماد بحال کیا گیا ہے۔ یہ قاعدہ ایک دوسرے کے ساتھ خفیہ تعلقات میں کھڑے تمام افراد پر یکساں طور پر لاگو ہوتا ہے۔ ایجنٹوں، ٹرسٹیز، ایگزیکٹوز، منتظمین، نیلامیوں اور دیگران کو اس اصول کے تحت رکھا گیا ہے۔ دفعہ کا مطالبہ ہے کہ جس فریق پر بار ثبوت ڈالا گیا ہے وہ فعال اعتماد کی پوزیشن میں ہونا چاہیے۔ جہاں دھوکہ دہی کا الزام لگایا جاتا ہے، انگلینڈ میں یہ قاعدہ واضح طور پر قائم کیا گیا ہے کہ اجنبی مساوات کی صورت میں رضا کارانہ عمل یا عطیہ کو الگ نہیں کیا جائے گا، تاہم، یہ غیر یقینی ہوسکتا ہے، اگر یہ دھوکہ دہی، حیرت، ناجائز دباو ورسوخ کے الزام سے پاک ہو اور واہب کے ذریعہ بے ساختہ عمل درآمد کیا جائے یا بنایا جائے۔ جہاں فریقین کے درمیان ایک فعال، خفیہ یا مخلصانہ تعلق موجود ہے، وہاں بار ثبوت عطیہ دہندہ یا اس کے ذریعے دعوی موہوب الیہ والوں ذریعے ہوتا ہے۔ مزید یہ طے کیا گیا ہے کہ جہاں کوئی شخص رضا کارانہ آلے کے ذریعے دوسرے پر بڑا فائدہ اٹھاتا ہے، تو بار ثبوت فائدہ حاصل کرنے والے شخص پر ڈال دیا جاتا ہے اور اسے یہ ظاہر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے کہ لین دین منصفانہ اور دیانت دار ہے۔

ایک دوسرے کے ساتھ خفیہ تعلقات میں کھڑے افراد کے درمیان لین دین کی صداقت کا اندازہ لگانے میں، یہ دیکھنا بہت ضروری ہے کہ دوسرے کو فائدہ دینے والے شخص کے پاس قابل اور آزاد مشورہ تھا یا نہیں۔ ایسے معاملات میں فائدہ دینے والے شخص کی عمر یا صلاحیت اور فائدہ کی نوعیت بہت اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ کسی دستاویز کے تحت عطیہ دہندہ/مستفید کے لیے یہ ہمیشہ واجب ہے کہ وہ قانون کے مطابق دستاویز پر مناسب عمل درآمد کو ثابت کرے، یہاں تک کہ لین دین کی معقولیت یا بصورت دیگر، اس حقیقت سے قطع نظر کہ وہ فریق عدالت کے سامنے مدعا علیہ یا مدعی ہے، دستاویز کے تحت فائدے یا حقوق کا دعوی کرے۔

اب یہ اچھی طرح سے قائم ہو گیا ہے کہ عدالت انصاف، جب کوئی شخص دوسرے سے کوئی فائدہ حاصل کرتا ہے تو گرانٹی پر یہ بوجھ عائد کرتا ہے، اگر وہ معاہدہ یا تحفہ کو برقرار رکھنا چاہتا ہے، تو یہ ثابت کرنے کا کہ حقیقت میں اس نے اسے حاصل کرنے کے مقصد کے لیے کوئی اثر نہیں ڈالا۔ یہ تجویز اشبرنر کے اصولوں کے مساوات، دوسرے ایڈیشن پیرا 229 میں بہت واضح طور پر شروع کی گئی ہے، اس طرح:

"جب موہوب الیہ دینے والے اور موہوب الیہ دینے والے کے درمیان تحفے پر عمل درآمد کے وقت یا اس سے کچھ عرصہ پہلے ایسا تعلق رہا ہو کہ یہ مفروضہ پیدا ہو کہ موہوب الیہ دینے والے کا موہوب الیہ دینے والے پر اثر

تھا، تو عدالت اس تحفے کو اس وقت تک منسوخ ہے جب تک کہ موہوب الیہ واہب یہ ثابت نہ کر سکے کہ یہ تحفہ موہوب الیہ دینے والے کی مرضی کی آزاد مشق کا نتیجہ تھا۔

اس اصول کا نتیجہ بھارتیہ کنٹریکٹ ایکٹ 1872 (مختصر طور پر 'کنٹریکٹ ایکٹ') کی دفعہ 16 کی شق (3) میں موجود ہے۔

اس موقع پر، اس عدالت کی طرف سے ایم ایس ٹی کھر بوجا کیور بنام جنگ بہادر رائے اور دیگران اے آئی آر (1963) ایس سی 1203 میں قانون کی ایک کلاسیکی تجویز کو نوٹ کرنے کی ضرورت ہے:

'لہذا یہ بات واضح ہے کہ معافی خواہ خواتین کے تحفظ کے لیے وضع کردہ اصول کو دوسرے عقائد، جیسے دھوکہ دہی، جبر اور حقیقی ناجائز دباؤ و اکراہ کے ساتھ الجھن میں نہ ڈالیں، جو تمام افراد پر لاگو ہوتے ہیں چاہے وہ معافی خواہ خواتین ہوں یا نہ ہوں۔"

منطق ایک بوڑھے، ناخواندہ، بیمار شخص پر بھی یکساں طور پر لاگو ہوتی ہے جو دستاویز کی نوعیت یا اس کے مندرجات کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ یہ ثابت کیا جانا چاہیے کہ اس میں ملوث پھانسی دینے والے کا محض جسمانی عمل نہیں تھا، بلکہ ذہنی عمل تھا۔ اس عدالت کے مشاہدات، اگرچہ مسٹر کھر دوجا کور بنام جنگ بہادر رائے اور دیگران (1963) اے آئی آر (1963) ایس سی 1203 میں معافی خاتون کے تناظر میں بوڑھے، غلط، کمزور (جسمانی اور ذہنی طور پر) اور ناخواندہ افراد کے معاملے پر منطقی طور پر لاگو ہوتے ہیں۔

پوزیشن ہونے کے اوپر، عدالت عالیہ کو یہ فیصلہ دینے میں جائز قرار دیا گیا کہ ٹرائل کورٹ اور پہلی اپیلٹ کورٹ کے فیصلے متضاد اور ناقابل معافی تھے۔ ہمیں عدالت عالیہ کے متنازعہ فیصلے میں مداخلت کی کوئی گنجائش نظر نہیں آتی۔ اپیل مسترد کر دی جاتی ہے۔ اخراجات کے حوالے سے کوئی آرڈر نہیں ہوگا۔

بی۔ ایس۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔

Javeed Ahmed Geelani
2025.06.05 11:43
I am the author of this document